



سوال

(73) کیا مؤذن ہی تکبیر کہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا مؤذن ہی تکبیر کہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شرعی اعتبار سے یہ ضروری نہیں کہ جو اذان کہے وہی تکبیر کہنے کا فریضہ ادا کرے، کوئی بھی دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث پیش کی جاتی ہے کہ حضرت زیاد صدائی رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، جب جماعت کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس صدائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے، پھر انھوں نے ہی اقامت کہی۔“ [1]

لیکن یہ روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہے کیونکہ اس میں عبد الرحمن بن زیاد افریقی نامی راوی ضعیف ہے۔ چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”یہ حدیث افریقی سے مروی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ راوی ضعیف ہے۔“ [2] اس بنا پر مؤذن کے علاوہ کوئی بھی تکبیر کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عنوان میں الفاظ قائم کیا ہے: ”مؤذن اذان دے اور تکبیر کوئی دوسرا کہے۔“ [3]

اسے ثابت کرنے کے لیے حدیث پیش کی ہے کہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان سکھائی گئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، آپ نے فرمایا: تم یہ کلمات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بتاؤ، چنانچہ انھوں نے بتائے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا اور میں ہی اذان دینے کا خواہش مند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم تکبیر کہہ لو۔“ [4]

لیکن یہ حدیث بھی محدثین سے مروی ہے۔ ہمارے رجحان کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ اذان دینے والا ہی تکبیر کہے، تاہم ہماری مساجد میں عام طور پر جو صورت حال ہے اس کے پیش نظر مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ مؤذن کو ہی تکبیر کہنے کا پابند بنا دیا جائے۔ صورت مؤملہ میں چونکہ اذان دینے والا ہی امام ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ کسی مناسب شخص کو تکبیر کہنے کا پابند کر دے، اگرچہ وہ خود بھی تکبیر کہہ کر جماعت کرا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

[1] ابو داؤد، الصلوٰۃ: ۵۱۴۔

[2] ترمذی، الصلوة: ۱۹۹۔

[3] البوداؤد، الصلوة: باب ۳۰۔

[4] البوداؤد، الصلوة: ۵۱۲۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 104

محدث فتویٰ